محترم مفتی صاحب السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں مفتی صاحبان ان مسائل کے بارے میں

مسئلہ نمبر 1 :

کچھ لوگ صرف وقت گزارنے کے لیے تاش یا لڈو کھیلتے ہیں جس میں کوئی شرط یا مصروفیت نہیں لگاتے صرف خالی کھیلتے ہیں تو کیا خالی بغیر کسی قسم کے تاش یا لڈو کھیلنا کیسا ہے آپ کیا فرماتے ہیں

مسئلہ نمبر 2 :

آجکل جگہ جگہ قرآن خوانی اور نعت خوانی کی محفلیں منعقد ہو رہی ہیں ~~کیا قرآن خوانی اور نعت خوانی کہیں سے ثابت ہے~~ کیا یہ سنت ہے یا بدعت اور آپ کیا فرماتے ہیں اس طرح کی محفلیں منعقد کی جائیں ایصال ثواب کے لیے

مسئلہ نمبر 3

ہمارے ہاں توحید اور حیات النبی کے متعلق اختلاف ہو گیا ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اپنے عرش پر موجود ہے اور وہاں سے ساری کائنات کو چلا رہا ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ حاضر ناظر اور موجود ہے عرش پر اس کا ایک خاص تسلط ہے دوسرا یہ کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ مدینے والی قبر میں زندہ ہیں اور جو ان کی قبر پر جا کر درود و سلام پڑھتا ہے تو نبی پاک ﷺ خود سنتے اور جواب دیتے ہیں جبکہ دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ

نبی پاک ﷺ جنت الفردوس میں حیات ہیں مدینے والی قبر میں نہیں
تیسرا یہ کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مردہ سنتا ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ
مردہ نہیں سنتا۔ مہربانی فرما کر ان کی وضاحت کر دیں

والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

(١)۔۔۔ تفریح طبع کے لئے لڈو اس شرط کے ساتھ کھیل سکتے ہیں کہ اس میں خلاف شرع باتوں کا ارتکاب نہ ہو مثلاً نمازیں نہ چھوڑی جائیں اور دیگر حقوق اللہ اور حقوق العباد اور فرائض و واجبات میں خلل نہ آئے اور کسی گناہ کا تکاب بھی اس میں نہ ہو، لیکن عام طور پر اس قسم کے کھیلوں میں انہماک اس قدر ہو جاتا ہے جس سے امور بالا میں غفلت اور کوتاہی ہو ہی جاتی ہے، اس لئے اجتناب بہتر ہے، اور لڈو کا وقت گزاری کے لئے کھیلنا نامناسب ہے، اور وقت کی قیمتی دولت کو ایسی جگہ لگانا چاہئے کہ جس میں دینی یا کم از کم دنیاوی فائدہ ہو۔

نیز تاش کھیلنا بہت ہی برا ہے، اس کھیل کو فقہاء بھی منع کرتے ہیں، کیونکہ اس میں کئی مفاسد ہیں جس میں سے چند یہ ہیں۔

١، اس میں تصاویر ہوا کرتی ہیں۔ ٢، جوا بھی کھیلا جاتا ہے۔ ٣، فُسّاق اور فُجّار کا معمول ہے۔ ٤، اس میں انہماک بھی غیر معمولی ہوتا ہے جس سے دیگر حقوق اللہ اور حقوق العباد متأثر ہوتے ہیں۔ ٥، تفریح کے بجائے ذہنی تھکان اور بوجھ کا سبب ہوتا ہے۔ ٦، اور اس کھیل کا کوئی صحیح مقصد بھی نہیں ہے۔

الهداية- (٤ / ٩٦)

ويكره اللعب بالشطرنج والنرد والأربعة عشر وكل لهو لأنه إن قامر بها فالميسر حرام بالنص وهو اسم لكل قمار وإن لم يقامر بها فهو عبث ولهو وقال عليه الصلاة والسلام لهو المؤمن باطل إلا الثلاث تأديبه لفرسه ومناضلته عن قوسه وملاعبته مع أهله وقال بعض الناس يباح اللعب بالشطرنج لما فيه من تشحيذ الخواطر وتذكية الأفهام وهو محكي عن الشافعي رحمه الله لنا قوله عليه الصلاة والسلام من لعب بالشطرنج والنردشير فكأنما غمس يده في دم الخنزير ولأنه نوع لعب يصد عن ذكر الله وعن الجمع والجماعات فيكون حراما لقوله عليه الصلاة والسلام ما ألهاك عن ذكر الله فهو ميسر ثم إن قامر به تسقط عدالته وإن لم يقامر لا تسقط لأنه متأول فيه۔

الدر المختار- (٦ / ٣٩٤)

(و) كره تحريما (اللعب بالنرد و) كذا (الشطرنج) بكسر أوله ويهمل ولا يفتح إلا نادرا وأباحه الشافعي وأبو يوسف في رواية ونظمها شارح الوهبانية فقال ولا باس بالشطرنج وهي رواية عن الحبر قاضي الشرق والغرب تؤثر وهذا إذا لم يقامر ولم يداوم ولم يخل بواجب وإلا فحرام بالإجماع ۔

(جاری ہے)

(۲)۔۔۔قرآن پاک کی تلاوت ایصال ثواب کے لئے فی نفسہ بلاشبہ بہت اہمیت رکھتی ہے، اس کے لئے مسنون طریقہ جو سلفِ صالحین میں جاری رہا وہ یہ ہے ہر شخص اپنے طور پر جتنا بھی ہو سکے بغیر کسی قسم کی تعیین کے قرآن پاک پڑھ کر یا کوئی نفلی عبادت وغیرہ کر کے کسی کو ثواب بخش دے، البتہ چند مخلص ساتھی اگر اتفاقاً جمع ہو جائیں اور اپنی مرضی سے جتنا ہو سکے بغیر کسی تعیین کے قرآن پاک ایصال ثواب کے لئے پڑھ لیں تو اس کی بھی شرعاً گنجائش ہے، لیکن رسوم اور بدعات پر مبنی مروجہ قرآن خوانی بہت سی خلاف شرع باتوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

مثلاً۔۱، خاص دن یا وقت کی تعیین کرنا۔۲، اجتماع کا خصوصی انتظام اور شرکت نہ کرنے والوں پر طعن و تشنیع کرنا۔ ۳، محض برادری کے دباؤ کی وجہ سے شرکت کرنا۔۴، رسمی طور پر شرکت کرنا کہ اگر کوئی شخص نہیں آئیگا تو میں بھی اس کے ہاں قرآان خوانی کے لئے نہیں جاؤنگا۔۵، کھانے اور شیرنی وغیرہ کا التزام ہونا۔۶، بطور عرف اور عادت کے اس کو ضروری سمجھنا۔ لہذا مروجہ قرآن خوانی درست نہیں، نیز یہ ثابت بھی نہیں۔

نعت خوانی اگر رسم و بدعات اور منکرات سے بچتے ہوئے کی جائے تو اس میں مضائقہ نہیں، لیکن اگر مضمون شرکیہ ہو یا موہم شرک ہو یا گانے کی طرز پر ہو یا مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو تو یہ نعت خوانی جائز نہیں۔

حاشية ابن عابدين– (۲ / ۷۳)

مطلب في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل وبه ظهر حال وصايا أهل زماننا فإن الواحد منهم يكون في ذمته صلوات كثيرة وغيرها من زكاة وأضاح وأيمان ويوصي لذلك بدراهم يسيرة ويجعل معظم وصيته لقراءة الختمات والتهاليل التي نص علماؤنا على عدم صحة الوصية بها وأن القراءة لشيء من الدنيا لا تجوز وأن الآخذ والمعطي آثمان لأن ذلك يشبه الاستئجار على القراءة ونفس الاستئجار عليها لا يجوز فكذا ما أشبهه كما صرح بذلك في عدة كتب من مشاهير كتب المذهب وإنما أفتى المتأخرون بجواز الاستئجار على تعليم القرآن لا على التلاوة وعللوه بالضرورة وهي خوف ضياع القرآن ولا ضرورة في جواز الاستئجار على التلاوة كما أوضحت ذلك في شفاء العليل۔

الفتاوى البزازية – (۱ / ۳۸)

ويكره اتخاذ الضيافة ثلاثة أيام وأكلها لأنها مشروعة للسرور * مات فاجلس وارثه من يقرأ القرآن لا بأس به أخذ بعض المشايخ * ولا بأس بزيارتها بشرط أن يطأها * ويكره إلصاق اللوح بها والكتابة عليها ولا يبنى

(جاری ہے)

عليه بيت ولا يجصص * ولا يطين بالألوان ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع والأعياد ونقل الطعام إلى القبر في المواسم واتخاذ الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الأنعام أو الإخلاص فالحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراء القرآن لأجل الأكل يكره۔

مشكاة المصابيح – (٣ / ٤١)

عائشة قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضع لحسان منبرا في المسجد يقوم عليه قائما يفاخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أوينافح . ويقول رسول الله صلى الله عليه وسلم : " إن الله يؤيد حسان بروح القدس ما نافح أو فاخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم " . رواه البخاري ۔

مشكاة المصابيح – (٣ / ٣٩)

وعن أبي هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " لأن يمتلىء جوف رجل قيحا يريه خير من أن يمتلئ شعرا " متفق عليه۔

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح – (١٣ / ٢٩٧)

لأن يمتليء جوف رجل قيحا حتى يريه أي يفسده خير له من أن يمتليء شعرا قال ابن الملك يعني إن إنشاء الشعر حرام علي وكذا شرب الترياق وتعليق التمائم حرامان علي وأما في حق الأمة فالتمائم وإنشاء الشعر غير حرام إذا لم يكن فيه كذب ولا هجو مسلم أو شيء من المعاصي۔

(۳،الف)۔۔۔ قرآن کریم میں ایک جگہ ہے ''الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى'' [طٰہ/٥]یعنی وہ بڑی رحمت والا عرش پر استوا فرمائے ہوئے ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ عرش پر استوا فرمائے ہوئے ہیں ،قرآن کریم میں دوسری جگہ ہے ''وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُم''--(٤)[الحديد/٤] یعنی تم جہاں کہیں ہو وہ(اللہ جل شانہ) تمہارے ساتھ ہے،اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ جل شانہ ہر جگہ موجود ہیں،ان آیتوں پر اسطرح ایمان رکھنا ضروری جیسا کہ یہ وارد ہوئی ہیں،یعنی یہ ایمان رکھنا کہ اللہ جل شانہ کیلئے استواعلی العرش بھی ثابت ہے اور وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ بھی ثابت ہے،اب انکی کیفیت اور حقیقت کیا ہے تو وہ ہماری محدود عقل کے ادراک سے باہر ہے،اور چونکہ یہ معاملہ اللہ جل شانہ کی ذات وصفات سے متعلق ہے اسلئے اس میں ہم جیسوں کیلئے بالکل بحث کی گنجائش نہیں۔

(جاری ہے)

(ب) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اپنی قبروں میں دنیاوی جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں، انکی حیات روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے جو حیات دنیاوی کے بالکل مماثل ہے، بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں ہیں۔ (کمافی المھند)

لہذا یہ کہنا کہ حضور اقدس ﷺ جنت الفردوس میں زندہ ہیں، قبر میں نہیں یہ بات درست نہیں۔

(ج) سماع موتی کا مسئلہ حضرات صحابہ اکرامؓ کے دور سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے یہ ہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ میں صحابہ اکرامؓ کے دور سے آج تک اختلاف پایا جاتا ہے، اب اس مسئلہ میں قول فیصل یہ ہے کہ جن جگہوں میں کسی روایت سے سماع موتی ثابت ہے تو اس کو تو تسلیم کیا جائے اور جن جگہوں میں قرآن وحدیث خاموش ہیں، تو وہاں یہ موقف اختیار کیا جائے کہ نہ سماع موتی کا بالکلیہ اثبات ہو نہ ہی اس کی نفی کی جائے، لہذا سماع موتی کا بالکلیہ انکار کرنا درست نہیں، اور نبی اکرم ﷺ کے سماع میں علماء اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

فتح الباري لابن حجر - (١٠ / ٤٦٥)

قوله : (لا يذيقك الله الموتتين) تقدم شرحه في أوائل الجنائز ، وقد تمسك به من أنكر الحياة في القبر ، وأجيب عن أهل السنة المثبتين لذلك بأن المراد نفي الموت اللازم من الذي أثبته عمربقوله " وليبعثه الله في الدنيا ليقطع أيدي القائلين بموته " وليس فيه تعرض لما يقع في البرزخ ، وأحسن من هذا الجواب أن يقال : **إن حياته صلى الله عليه وسلم في القبر لا يعقبها موت بل يستمر حيا ، والأنبياء أحياء في قبورهم .**

فتح الباري لابن حجر - (١٠ / ٢٠٥)

. ولا يعارضه ما ورد في هذا الحديث أن موسى ممن استثنى الله لأن الأنبياء أحياء عند الله وإن كانوا في صورة الأموات بالنسبة إلى أهل الدنيا ، وقد ثبت ذلك للشهداء . **ولا شك أن الأنبياء أرفع رتبة من الشهداء وورد**

التصريح ....

واللہ اعلم وعلمہ اتم

محمد افنان عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۱۹ رجب ۱۴۳۳ھ

۱۰ مئی ۲۰۱۲ء

الجواب صحیح

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف غفر اللہ